۱۳۷۲ ب ۳۹

ریل کی کہانی

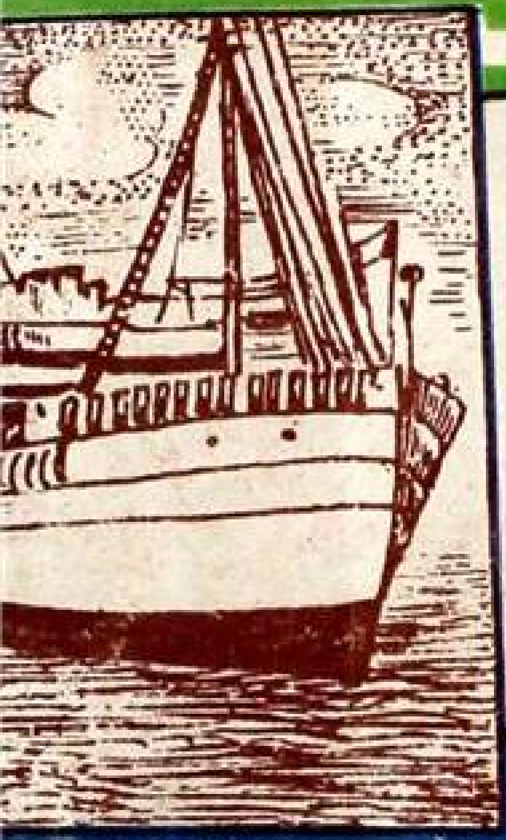

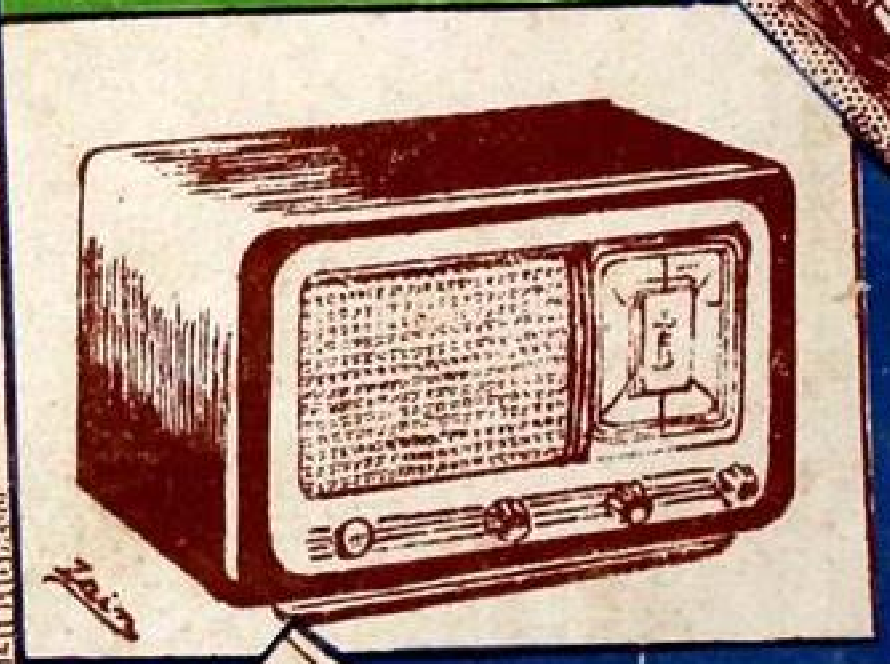

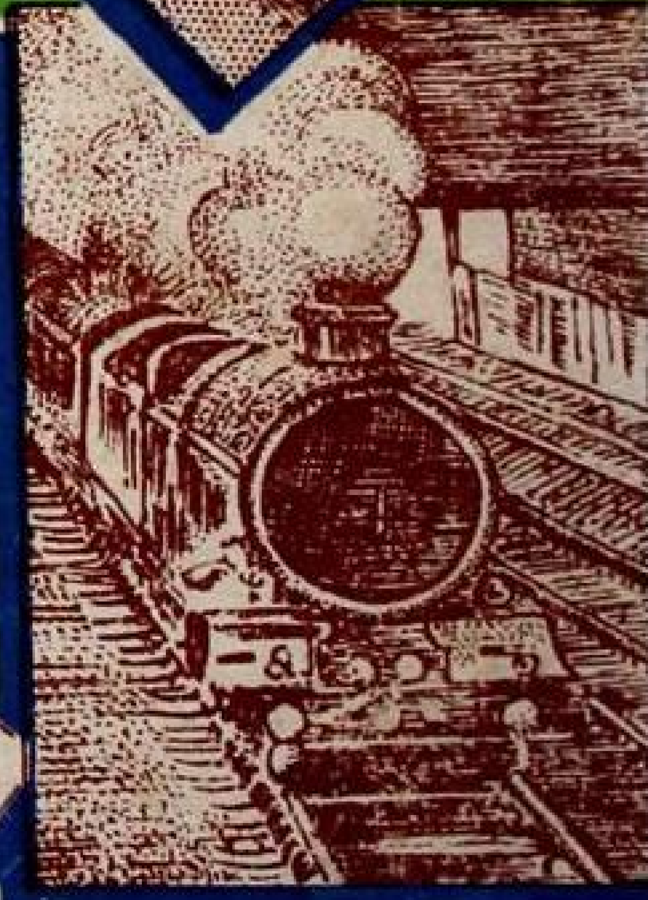

کتابی دنیا

ممتاز محل۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد

مطبوعہ اعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوکت۔ آپا آج کھیل میں بڑا مزہ آیا۔

رفعت۔ اچھا: وہ کونسا مزے دار کھیل تھا ذرا ہمیں تو سناؤ

شوکت۔ نہیں آپا۔ پہلے آپ وعدہ کیجئے کہ آپ ہمیں آج ایک اچھی سی کہانی سنائیں گی۔ کیوں سنائیں گی نا۔

رفعت۔ اچھا سناؤں گی۔ پہلے تم اپنا کھیل تو بیان کرو

شوکت۔ آپا جب آپ مدرسہ چلی گئیں اور ہم اپنا سبق یاد کر چکے تو نجمہ نے کہا چلو ریل کا کھیل کھیلیں گے۔

رفعت۔ نزہت کے انجن کے ساتھ کھیلے ہوگے۔ دیکھو تم اس کے کھلونے لے لیتے ہو اور وہ روتی ہے۔

شوکت۔ نہیں آپا۔ آپ تو سنتی نہیں ہیں۔ ہم نے بنایا وہاج کو انجن۔ ان کا دامن نیچے سے میں نے پکڑ لیا میرا دامن

نجمہ نے پکڑا۔ نجمہ کا ریحانہ نے پکڑا۔ اب ہماری ریل چلی کو،
چھک چھک کرتی ہوئی۔ کبھی باغ کے اندر جاتی۔ کبھی حوض
کے پاس سے گذرتی۔ کبھی اونچے ٹیلے کے اوپر چڑھتی۔

رفعت۔ ریل خالی جارہی تھی یا اس پر مسافر بھی تھے؟

شوکت۔ ہاں ہاں۔ گڑیاں گڈے سوار تھے ان کے بستر
اور صندوق لدے ہوئے تھے۔

رفعت۔ اچھا تو پھر۔

شوکت۔ ہاں تو ہوا یہ۔ سامنے آگیا نالا۔ ریل کیسے گذرے
ایک پتلا سا لکڑی کا تختہ رکھ کر پُل بنایا گیا اور اس پر سے

ہماری ریل گذری۔ آہستہ آہستہ آہستہ۔

رفعت۔ کوئی ڈبہ ریل کا گرا تو نہیں۔

شوکت۔ سنئے تو۔ انجن صاحب جب پُل پار کرچکے تو تیزی سے بھاگے۔ انھوں نے سوچا نہیں کہ ابھی ڈبے پُل پر سے گذر رہے ہیں۔ میں گرتے گرتے بچا۔ نجمہ بھی سنبھل گئی ریحانہ بھی موٹی۔ پاؤں جو پھسلا تو بیچاری چلی گئی کیچڑ میں کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو گئے۔ ثریا کی گڑیوں اور گڈوں کے چہرے کالے ہو گئے اور ان کے جوتے نہ جانے کدھر بہ گئے۔

رفعت۔ پھر کیا ہوا۔ مار پڑی۔

شوکت۔ واہ آپا آپ تو ہمیشہ پٹنے کی بات سوچتی رہتی ہیں۔ میں تو اندر گیا نہیں۔ وہاج کے رونے کی آواز آرہی تھی شاید پٹے ہوں۔

رفعت۔ کھیل تمھارا تو سچ مچ مزیدار تھا۔ لیکن وہاج بے گناہ پٹ گیا۔ تم اندر جاکر صحیح صحیح قصہ سناتے تو یہ نوبت نہ آتی

دیکھو دوسروں کی مدد کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔
شوکت۔ ہاں تو آپ ایک کہانی سنائیے۔
رفعت۔ اچھا سنو پہلے یہ تو بتاؤ کہ عشا کی نماز پڑھ لی۔ کہانی سننے کے بعد سو جاؤ گے۔
شوکت۔ جی ہاں میں پڑھ چکا ہوں۔

ریل کا انجن کس نے بنایا

رفعت۔ بتاؤ آج تمھیں ریل کا کھیل سوجھا کیسے؟
شوکت۔ آپا اس روز حیدر آباد اسٹیشن پر ہم لوگ کئی گھنٹے ٹھیرے رہے تھے۔ نہ معلوم کتنی ریلیں آئیں اور گئیں بس انھیں کو دیکھ کر آج ہم نے ریل چلائی تھی۔
رفعت۔ شوکت تمھیں معلوم ہے کہ سب سے پہلا ریل کا انجن کس نے بنایا۔
شوکت۔ جی نہیں آپا۔ ہمیں کسی نے بتایا ہی نہیں۔

رفعت۔ سنو آج میں بتاتی ہوں۔ انگریزوں کے ملک میں ایک مقام ہے نیو کیسل۔ اس گاؤں میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام تھا اسٹیفنسن جب یہ لڑکا بڑا ہوا تو اس نے سب سے پہلا انجن بنایا۔

شوکت۔ آپا ہم بھی اب کتاب وتاب نہیں پڑھیں گے کل سے انجن بنائیں گے۔

رفعت۔ واہ بغیر پڑھے لکھے بھی کوئی انجن بنا سکتا ہے۔ ہاں تو سُنو اسٹیفنسن کے ماں باپ بیچارے بہت غریب تھے۔ کوئلے کی ایک کان میں کام کرتے تھے۔ جو کچھ پیسے ملتے ان سے اپنا اور اپنے بچّہ کا پیٹ پالتے۔

شوکت۔ کیا غریب لوگ بھی دُنیا میں ترقی کرسکتے ہیں؟

رفعت۔ ہاں کیوں نہیں۔ دُنیا میں جو شخص بھی محنت کرتا ہے پھل ضرور پاتا ہے چاہے غریب ہو چاہے امیر۔ اللہ میاں اس شخص کی مدد نہیں کرتے جو محنت سے جی چُراتا ہے۔

شوکت۔ ہاں تو پھر۔

رفعت۔ اسٹیفنسن بڑا شوقین اور محنتی تھا۔ دن بھر اپنے باپ کے ساتھ کام کرتا تھا جو یہاں انجن کی نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

شوکت۔ انجن کیسا۔ انجن تو اسٹیفنسن سے پہلے کسی نے بنایا ہی نہیں تھا۔

رفعت۔ یہ چلنے والا انجن نہیں تھا بلکہ پانی پھینکنے والا انجن تھا

اس دن میں بتا چکی ہوں تمہیں یاد ہوگا کہ کوئلہ کی کانوں میں اکثر پانی آجاتا ہے۔ پانی کو نکالنے کے لئے انجن لگائے جاتے ہیں۔

شوکت۔جی ہاں یاد آگیا۔ اچھّا تو پھر۔

رفعت۔ اسٹیفنسن بھی باپ کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ انجن کے ہر حصّہ کو بڑے غور سے دیکھتا تھا کہ کونسا پُرزہ کیا کام کرتا ہے۔

شوکت۔ کل سے میں بھی ابّا جان کی موٹر کے کل پُرزے دیکھا کروں گا۔ اور انہیں درُست کیا کروں گا۔

رفعت۔ کل پُرزوں کو دیکھا ضرور کرو مگر ابھی تم چھوٹے ہو انہیں چھُونا نہیں ورنہ موٹر خراب ہو جائے گی ابا جان کچہری کیسے جائیں گے

شوکت۔ اچھّا تو وہ روزانہ انجن دیکھتا تھا۔ پھر کیا کیا؟

رفعت۔ ہاں تو دن میں وہ باپ کے ساتھ کام کرتا اور رات میں مدرسہ جاکر پڑھتا تھا۔

شوکت۔ آپا۔ رات میں بھی مدرسہ کہیں کھلتا ہے؟

رفعت۔ ہاں شوکت جو ملک ترقّی کرتے ہیں وہاں رات میں

بھی مدرسے چلتے ہیں تا کہ مزدوری کرنے والے لڑکے دن بھر
مزدوری کر کے ماں باپ کی مدد کریں اور رات میں پڑھیں
لکھیں ۔
شوکت ۔ اچھا تو پھر ۔
رفعت ۔ اسٹیفنسن پڑھنے لکھنے میں اتنا تیز تھا کہ تمام لڑکے
اس کی عزّت کرتے تھے ۔ کھیل کود میں بھی بہت تیز اور چالاک
تھا ۔ دوڑنے میں کودنے میں اور کشتی لڑنے میں سب سے
بازی لے جاتا تھا ۔
شوکت ۔ پھر تو تمام لڑکے اسٹیفنسن سے بہت ڈرتے ہوں گے ۔
رفعت ۔ نہیں ۔ اسٹیفنسن بڑا نیک اور شریف تھا ۔ طاقتور
تو تھا لیکن کمزور لڑکوں کی ہمیشہ مدد کرتا تھا ۔ اور کسی کو بلاوجہ
چھیڑتا نہیں تھا ۔ اسی لئے سب لڑکے اس سے بہت خوش تھے ۔
شوکت ۔ آپا میں بھی کسی کو نہیں ماروں گا ۔
رفعت ۔ شاباش تم بھی اچھے بچّے ہو ۔ اللہ میاں ایسے بچّوں
سے بہت خوش ہوتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں ۔ ہاں تو

خوب محنت کرنے کے بعد اسٹیفنسن کو پڑھنا لکھنا آگیا۔ حساب کے سوالات بھی آسانی سے حل کر لیتا تھا یہاں تک کہ گاؤں میں سب سے زیادہ پڑھا لکھا آدمی سمجھا جانے لگا۔ جب وہ بڑا ہو گیا تو اس کی شادی ہو گئی۔ میاں بیوی ہنسی خوشی ایک چھوٹے سے مکان میں رہنے لگے۔ اس مکان میں صرف

دو کمرے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد اللہ میاں نے ایک خوبصورت سا بچّہ دیا۔ اس ہنس مکھ بچّہ کو دیکھ کر دونوں بہت خوش ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کا نام انھوں نے رابرٹ رکھا۔

اسٹیفنسن پر کیا مصیبت پڑی

رفعت ۔ شادی ہوئے ابھی چند ہی سال ہوئے تھے ۔ رابرٹ بالکل چھوٹا تھا اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا ۔

شوکت ۔ ارے اس کا انتقال ہو گیا ۔ بڑا دُکھ پہنچا ہو گا اسٹیفنس کو ۔

رفعت ۔ ہاں اُسے بڑا رنج ہوا ۔ لیکن اللہ میاں کی یہی مرضی تھی ۔ ہر انسان کو مصیبت کے وقت کہنا چاہیئے اے اللہ ہر چیز تیری ہے اور ہر چیز کو تیرے ہی پاس لوٹنا ہے ۔

شوکت ۔ تو یہ کہنے سے کیا فائدہ ۔

رفعت ۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ انسان کے لئے مصیبت آسان ہو جاتی ہے اور اس کے کام میں تکلیفیں رکاوٹ نہیں ڈالتیں ۔ ہاں تو اسٹیفنسن نے بھی اس رنج کو برداشت کیا اور صبر سے کام لیا ۔ اپنے پیارے بیٹے کو دادی اور دادا کے پاس چھوڑ کر کچھ دنوں کے لئے باہر چلا گیا ۔ اس سفر میں اسے کئی میل پیدل

چلنا پڑا۔ اس وقت اس نے خیال کیا کہ "کیا اچھا ہو اگر میں ایک ایسا انجن بنا لوں جس سے لاکھوں انسان پیدل چلنے کی تکلیف سے بچ جائیں" جب وہ اپنے سفر سے واپس ہوا تو معلوم ہوا کہ اس کا باپ بچارا اندھا ہو گیا۔

شوکت۔ بچارہ اب تو بہت ہی رنجیدہ ہوا ہوگا۔

رفعت۔ ہاں بہت افسوس ہوا۔ مصیبتوں کی وجہ سے بعض وقت رو دیتا تھا۔ کبھی بیوی یاد آتی تھی اور کبھی باپ کی حالت کو دیکھ کر دُکھ پہنچتا تھا۔ لیکن اسٹیفنسن ایسا آدمی نہیں تھا جو اپنی قسمت کو روتا بیٹھے۔ اس نے خیال کیا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا رونے دھونے سے کیا فائدہ۔ اب وہ اپنے باپ کی خدمت اور زیادہ کرنے لگا۔

شوکت۔ جو لوگ اپنے ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں اللہ میاں تو بہت خوش ہوتے ہوں گے۔

رفعت۔ ہاں اللہ میاں کہتے ہیں "اپنے ماں باپ کے سامنے ہوں تک نہ کہو اور حضرت محمدؐ صلعم نے فرمایا ہے کہ ماؤں کے

قدموں کے نیچے جنّت ہے۔

شوکت ۔ کل سے میں بھی ابّا جان کے پیر دباؤں گا۔

رفعت ۔ شاباش ۔ پیر بھی دباؤ اور جو کچھ وہ کہیں اسے مان لیا کرو۔

تکلیف کے بعد ہمیشہ آرام ملتا ہے

شوکت ۔ اچھّا تو پھر

رفعت ۔ اسٹیفنسن کو کوئلہ کی ایک دوسری کان میں بڑا اچھّا کام مِل گیا ۔ اس کان میں پانی نِکالنے والا ایک انجن تھا جو کمزور تھا ۔ کوئلہ کی کان میں پانی بھرا رہتا تھا جسے تیزی کے ساتھ باہر نکالنے کی ضرورت تھی ۔ لیکن انجن بہت سُست چلتا تھا ۔ بڑے بڑے کاریگروں نے اسے طاقتور بنانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے ۔ اسٹیفنسن نے کہا میں درست کروں گا ۔ سب لوگ ہنسے کہ بڑے بڑے کاریگر جب کچھ نہ کر سکے تو یہ کیا

کرے گا۔

شوکت ۔ تو اسٹیفنسن نے کیا کہا۔ خوب بگڑا ہوگا؟

رفعت ۔ نہیں خفا ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے انجن کے کل پرزے کھولے اور چند پرزوں کو بدل کر دوسرے لگا دیئے اور پھر سب کو جوڑ دیا۔ جب انجن چلا تو اس نے تمام پانی آن کی آن میں باہر پھینک دیا۔

شوکت ۔ ہنسنے والے لوگ شرمندہ ہوئے ہوں گے۔

رفعت ۔ ہاں مذاق اُڑانے والوں کا منہ اسی طرح بند کیا جاتا ہے۔ کسی کے ہنسنے سے کبھی ہمت نہ ہارنا چاہیے ہاں تو کان کا مالک بہت خوش ہوا اور اس نے تنخواہ بڑھا دی۔ اور اب اسٹیفنسن مالدار ہوگیا۔

کانوں کے اندر کوئلہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا جاتا ہے پُرانے زمانے میں لکڑی کی پٹڑیوں پر کوئلے سے بھرے ہوئے ڈبے چلتے تھے اور ان ڈبوں کو گھوڑے کھینچا کرتے تھے۔ اسٹیفنسن انجن کے کل پرزوں سے خوب واقف ہوگیا تھا اور اب اس کے پاس

پیسے بھی کافی ہوگئے تھے۔ اس نے بڑی محنت اور غور کے بعد ایک انجن بنایا جو پٹڑیوں پر چلتا تھا اور ڈبے گھسیٹتا تھا۔ اس کامیابی سے وہ بڑا خوش ہوا۔ اس نے کان کے اندر ہی اپنی ریل گاڑی چلائی جو دنیا میں سب سے پہلی تھی۔

شوکت۔ پہلی مرتبہ انجن کو دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا ہوگا؟

رفعت۔ ہاں لوگوں کو بڑا ہی تعجب ہوا۔ جاہل لوگ کہتے تھے کہ یہ کوئی جادو ہے یا انجن دیو ہے جو نہ جانے کہاں سے آگیا ہے۔ ہاں تو کان کا مالک بہت خوش ہوا اور اس نے ایک بڑی رقم دی کہ وہ انجن اور ڈبے بنائے۔ اسٹیفنس نے فوراً کام شروع کردیا اور دو شہروں کے بیچ میں ۲۰ میل کی پٹریاں بچھاکر ستمبر کے مہینہ میں آج سے سوا سو سال پہلے ریل گاڑی چلائی۔ لوگ گھوڑوں پر سوار ہوکر آگے آگے چلے سمجھے تھے کہ ریل مقابلہ نہ کرسکے گی لیکن انجن نے سیٹی بجائی اور گاڑی سب سے آگے نکل گئی اس گاڑی پر کوئی ۶۰۰ آدمی چڑھے ہوئے تھے اور یہ گاڑی ۱۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلی تھی۔

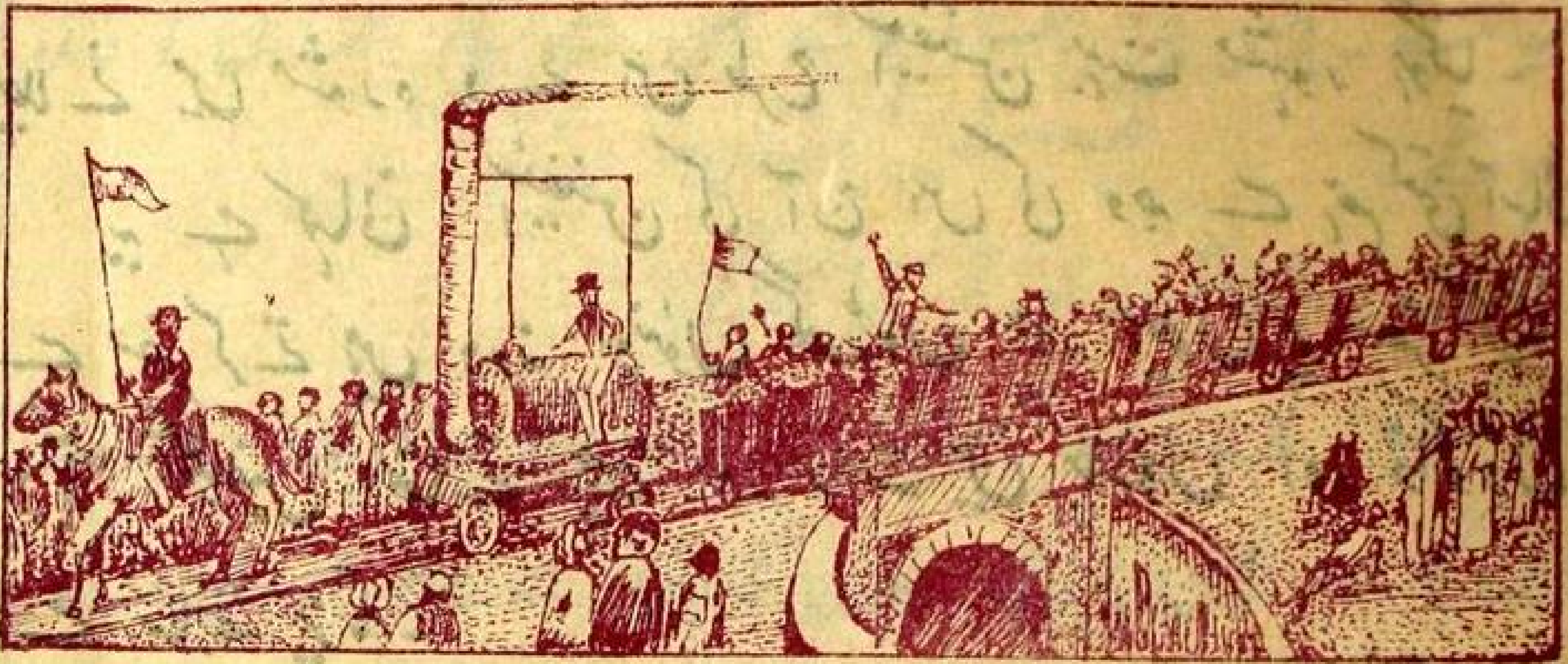

سب سے پہلی ریل

شوکت۔ اسٹیفنسن کے علاوہ کسی اور نے بھی انجن بنایا تھا۔

رفعت۔ ہاں چند اور لوگوں نے بھی بنایا تھا لیکن ایک روز جب ان سب کا مقابلہ ہوا تو اسٹیفنسن کا انجن سب سے آگے نکل گیا۔ اور اس نے ۵۰ پونڈ کا اِنعام جیت لیا اس انجن کا نام راکٹ تھا۔

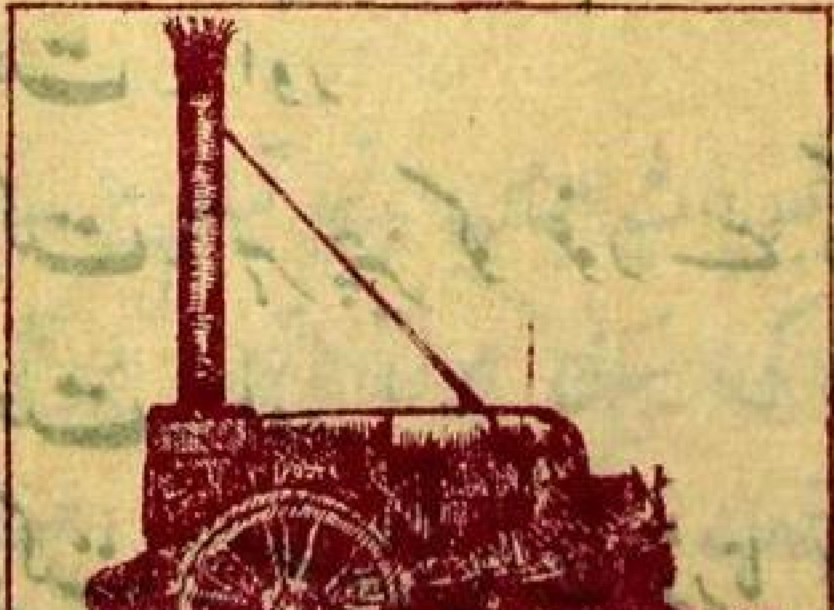

اس کے بعد اسٹیفنسن کی قسمت جاگ اٹھی۔ دنیا کے مختلف ملکوں سے اسٹیفنسن کو بلایا جانے لگا۔ کہ وہ ریلوں کے

چلانے میں مشورہ دے اس طرح اسٹیفنسن بہت مشہور ہوگیا۔

یہ ہے کہانی اسٹیفنسن کی آج اس کی وجہ سے ہم کتنی آسانی سے سفر کرتے ہیں ورنہ اونٹوں گھوڑوں اور بیلوں پر سفر کرنا پڑتا۔ تکلیفیں اٹھاتے چلتے اور راستہ میں چوروں اور ڈاکوؤں سے سابقہ پڑتا۔

شوکت اس نے بڑا کام کیا آپا۔ ریل نہ ہوتی تو ہم لوگ سال میں کئی مرتبہ سفر نہ کرتے۔

اچھا اسٹیفنسن کی کہانی تو سُن لی اس کی زندگی سے کیا سبق حاصل کیا؟

شوکت۔ ہم کو خوب پڑھنا لکھنا چاہیئے اور محنت کرنا چاہیئے۔

رفعت۔ اور

شوکت۔ ہر چیز کو غور سے دیکھنا چاہیئے۔

رفعت۔ اور

شوکت۔ مصیبتوں سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔

رفعت۔ اور

شوکت۔ ایسی چیز بنانا چاہیے جس سے تمام انسانوں کو فائدہ پہونچے۔

رفعت۔ شاباش۔ اور تم کیا کروگے۔

شوکت۔ میں مدرسہ آصفیہ میں پڑھوں گا اور ایک بڑا سائنسداں بنوں گا اور ایسی چیزیں بناؤں گا جن سے تمام انسانوں کی تکلیفیں دُور ہوں۔

رفعت۔ جب کچھ ارادہ کیا کرو تو کہا کرو "اگر خدا نے چاہا تو" کیونکہ بغیر اللہ کی مدد کے کوئی شخص اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہوتا۔

اچھا یہ بتاؤ اسٹیفنسن کو کس نے پیدا کیا؟

شوکت۔ اللہ میاں نے۔

رفعت۔ ٹھیک ہے۔ اسی طرح دیکھو اللہ میاں نے تمام بڑے سائنسدانوں کو پیدا کیا۔ اگر ہم اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کریں تو وہ خوش ہوتا ہے اور ہم خوب ترقی کرسکتے ہیں۔ اچھا جاؤ اب سو رہو۔ خدا حافظ۔

انجن کیسے چلتا ہے

رفعت ۔ کل تمھیں کس کی کہانی سُنائی تھی بتاؤ تو سہی ؟

شوکت ۔ دیکھیے ..... انجن جس نے ایجاد کیا تھا ۔ ہاں یاد آیا اسٹیفنسن

رفعت ۔ آج میں تمھیں چند تصویریں دکھاؤں گی جس سے معلوم ہوگا اسٹیفنسن کے بعد ریل کے انجن نے اور کیا کیا ترقیاں کیں ۔

شوکت ۔ واہ آپا آپ نے تو بتایا ہی نہیں کہ انجن چلتا کیسے ہے ۔

رفعت ۔ ہاں یہ اصل چیز تو رہ ہی گئی تھی ۔ لو سُنو چائے روزانہ تم پیتے ہو کبھی غور کیا ہے کہ چائے دانی سے جو بھاپ نکلتی ہے اس میں کتنی طاقت ہے ۔

شوکت ۔ بھاپ کوئی پہلوان تھوڑا ہی ہے جو طاقتور ہو ۔

پانی اور ہوا ہے بس۔

رفعت۔ میاں شوکت یہی تو پہلوان ہے جو سیکڑوں آدمیوں کو اور ہزاروں من سامان لیکر ریلیں کھینچتی پھرتی ہے۔

شوکت۔ تو کیا ریل کا انجن بھاپ سے چلتا ہے؟

رفعت۔ ہاں اور کیا۔ انجن کے ایک حصہ میں پانی بھرتے ہیں اور کوئلہ جلا کر پانی خوب گرم کرتے ہیں اس سے جو بھاپ نکلتی ہے وہ ایک نالی کے ذریعہ نیچے کے حصہ میں جاتی ہے اور پہیوں کو ڈھکیلتی ہے۔ پہیے گھومتے ہیں اور انجن چلنے لگتا ہے۔ تصویر دیکھ کر بتاؤ تو بھاپ کس جگہ پہیے ڈھکیلتی ہے؟

شوکت۔ اب سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے اس روز انجن کو پانی لیتے ہوئے دیکھا بھی تھا۔

رفعت۔ یہ تصویر دیکھو آج سے بہت پہلے کا انجن ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ کا ہے۔

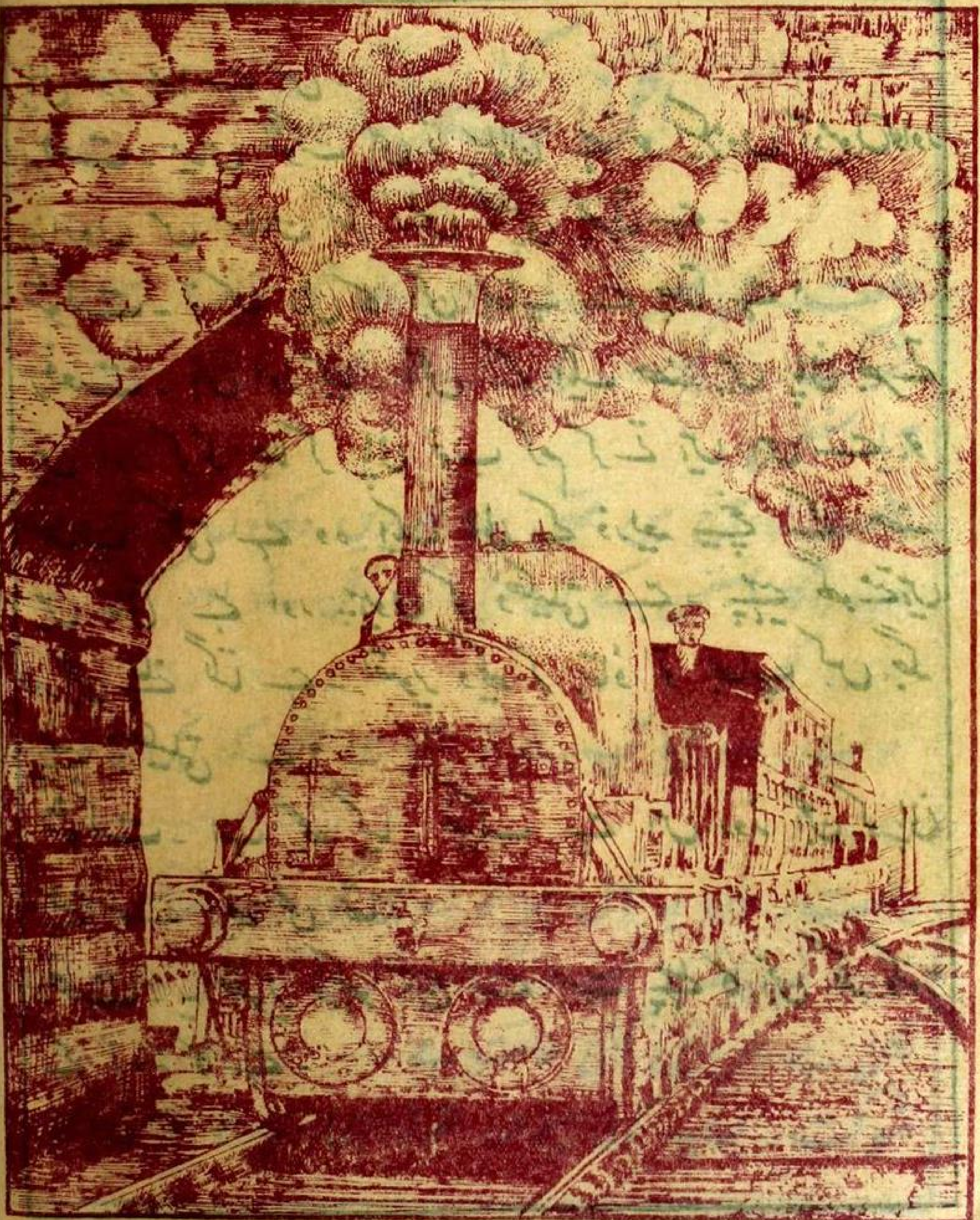

ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ کا انجن

شوکت۔ یہ انجن بڑا خوبصورت ہے۔
رفعت۔ آج کل نئے نئے نمونوں کے انجن بن رہے ہیں۔

ایک نئے قسم کا انجن

رفعت۔ یہ انجن دیکھو کِتنا لمبا ہے۔ اس کی لمبائی ۷۰ فیٹ ہے۔ شاید دُنیا میں سب سے زیادہ لمبا انجن ہے۔ اس کا نام سلورلنک ہے اور اِنگلستان میں چلتا ہے۔

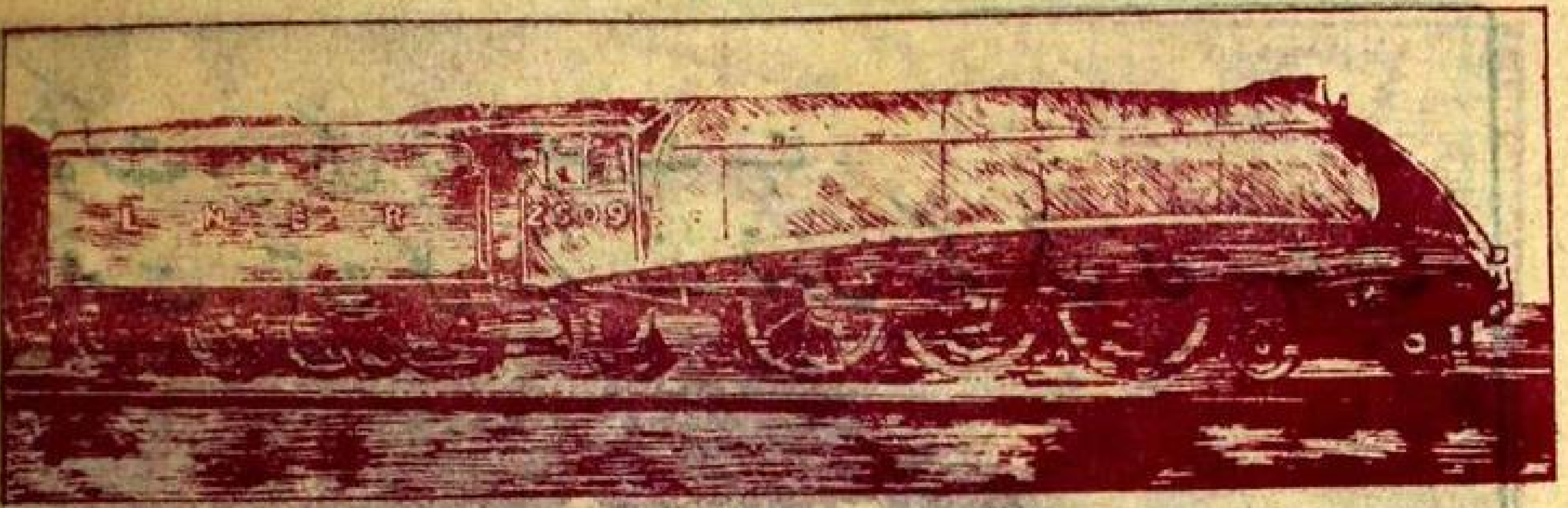

سلور لنک

شوکت۔ یہ انجن دیکھو کِتنا بڑا ہے دیو کا دیو ہے۔

رفعت۔ ہاں یہ دُنیا کے بڑے انجنوں میں سے ہے۔ کینیڈا میں چلتا ہے۔

شوکت۔ اس میں دھواں نکلنے کا راستہ ہی نہیں ہے۔
رفعت۔ ہے کیوں نہیں۔ لیکن ایسا انتظام کیا ہے کہ دھواں
اس طرح اوپر نکل جاتا ہے کہ انجن اور پیچھے کے ڈبے خراب
نہیں ہونے پاتے۔

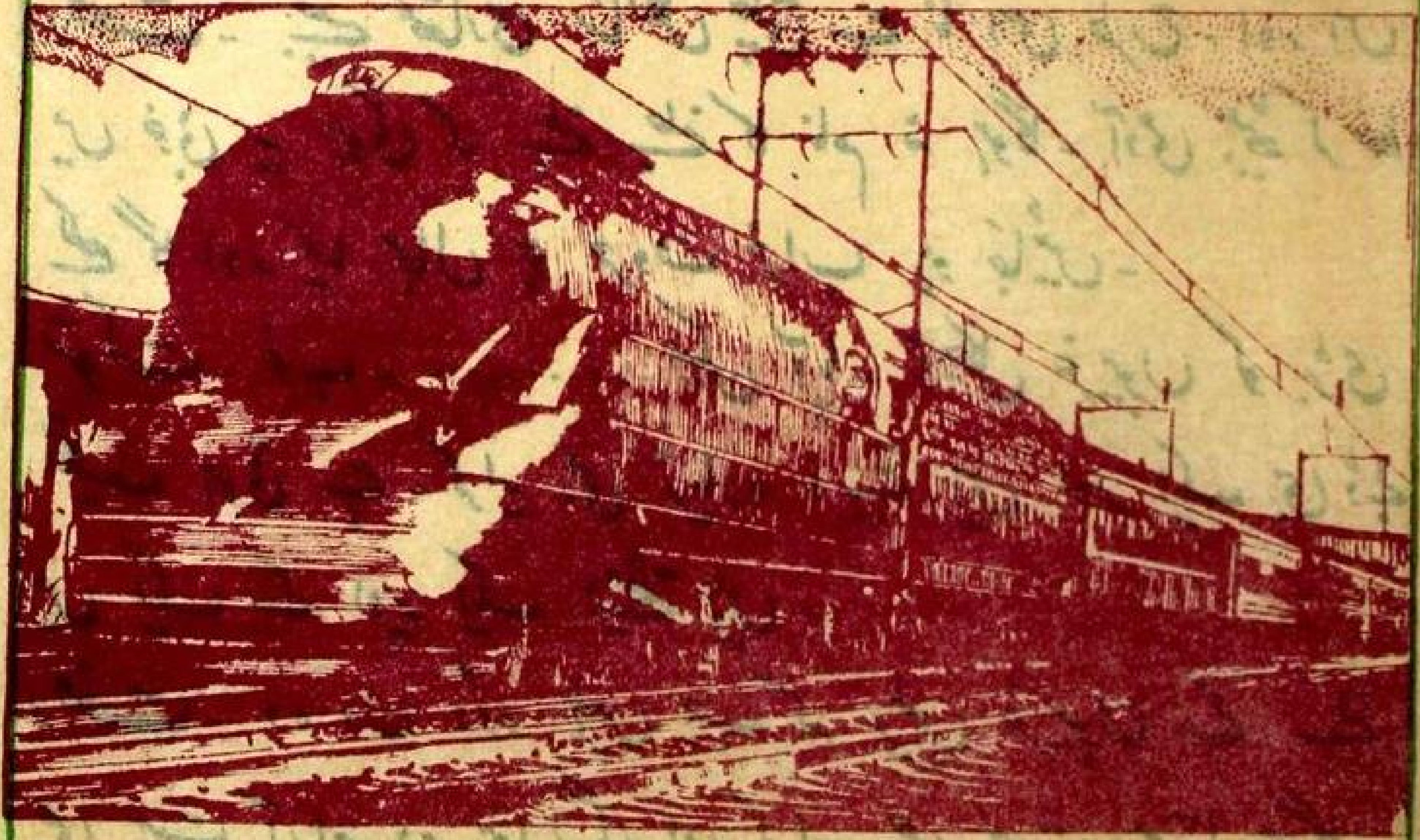

دھویں سے بچنے کے لئے ریلیں بجلی سے بھی چلائی جاتی
ہیں۔ مگر ان پر بہت زیادہ خرچ آتا ہے۔
شوکت۔ کتنا بڑا فرق ہوگیا کہاں اسٹیفنسن کا انجن اور کہاں

آج کل کا انجن۔

رفعت۔ ہاں ابھی دیکھو اور نہ جانے کیا کیا نئے طریقے سوجھتے ہیں۔ سُنا ہے کہ ایک پٹڑی پر چلنے والی ریل بنائی جارہی ہے۔

شوکت۔ ایک پٹڑی پر؟ وہ کیسے؟

رفعت۔ جیسے تمھاری سائکل چلتی ہے نا اسی طرح۔ اور اس میں خوبی یہ ہوگی کہ ہلنے جلنے کا نام نہ ہوگا۔ آدمی بیٹھ کر خط لکھے گا اور کیا مجال جو حروف خراب ہو جائیں۔

شوکت۔ خوب۔ ...... لیکن آپا۔ آجکل غریبوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ کرایہ بھی زیادہ دیتے ہیں اور ایک ہی ڈبے میں ایک کے اوپر ایک بیٹھتے ہیں۔

رفعت۔ وہ دن دُور نہیں جب کہ ریلیں غریبوں کے لئے بھی بہت آرام دہ ہوں گی اور کرایہ بھی بہت سستا ہوگا۔ اگر ایٹم کی قوت سے چلانے میں سائنسداں کامیاب ہو گئے تو ساری تکلیفیں دُور ہو جائیں گی۔ تم پوچھو گے ایٹم کیا چیز ہے۔ اس کے متعلق انشاء اللہ میں پھر کبھی بتاؤں گی۔ اب مجھے مدرسہ کا کام کرنا ہے۔